مجلس 21

محبت کی شادی

لاہور

بزرگوں سے ملاقات کے دوران ادب کا لحاظ:

حضرت جی دامت برکاتہم ایک بزرگ سے ملنے گئے تو واپسی پر ارشاد فرمایا، فقیر نے بہت دعائیں کیں کہ ہمیں سننا ہی پڑے بولنا کم پڑے۔ شکر ہے وہی گبدے رہے تے وسدے رہے۔ بزرگوں سے ملاقات کے وقت خاموشی باتیں کرنے سے زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو بھی بندہ بیعت ہونے کے لئے آتا آپ اسے خاموشی سے باتیں سننے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

ولایتِ خاصہ کا حصول:

کسی دوست نے حضرت جی دامت برکاتہم سے سوال کیا کہ کیا ولی کو اپنے ولی ہونے کا علم ہوتا ہے یا نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کے ساتھ کلمہ پڑھ لینے کے بعد ہر بندے کو ولایت کا ابتدائی درجہ یعنی

ولایت عامہ تو حاصل ہو ہی جاتی ہے مگر ولایت خاصہ تو محنت کرنے اور صحبت مشائخ میں رہنے سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ضروری نہیں کہ ہر ولی کو اپنی ولایت کا علم بھی ہو۔

جوتے اٹھانا:

ارشاد فرمایا، جب کوئی ہمارے جوتے اٹھاتا ہے تو کانپ جاتے ہیں کہ کہیں اس طرح دنیا ہی میں اعمال کا بدلہ تو نہیں دیا جارہا۔مشکل تو یہ ہے کہ لوگوں کو ادب سکھانا ہوتا ہے ان کی ''میں'' مٹانا ہوتی ہے اس لئے انہیں جوتے اٹھانے سے منع بھی نہیں کر سکتے۔ بہرحال قلبی طور پر ہم لوگ بہت ڈر رہے ہوتے ہیں اور کانپ رہے ہوتے ہیں کہ کہیں آخرت کا انعام دنیا میں تو نہیں دیا جارہا۔

محبت کی شادی:

راقم الحروف نے کسی سلسلۂ گفتگو میں عرض کیا کہ محبت کی شادی کی ناکامی کی کیا وجوہات ہیں۔؟ ارشاد فرمایا، 100 میں سے 90 فیصد محبت کی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جہاں صرف جنسی کشش کا تصور ہوگا وہ شادی کیسے کامیاب ہو سکتی ہے۔ٹھوس حقائق اور پیش آمدہ مسائل اگر ذہن میں نہیں ہوں گے تو پھر ان مسائل سے کیسے نپٹا جائے گا۔شادی کے بعد تو کئی قسم کے مسئلے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔خاندان والوں کو تو پہلے ہی محبت کی شادی کر کے مخالف بنا لیتے ہیں۔اپنے لئے مسائل تو پیدا کر لیتے ہیں مگر مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔لو میرج والوں کی بعض اوقات شادی سے پہلے یہ حالت ہو جاتی ہے کہ انہیں زمین و آسمان کے درمیان صرف اور صرف محبوب ہی نظر آتا

واصف فقیر

نے مسکرا کر فرمایا،

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

ایسی جنونی حالت ہو جاتی ہے۔ یہ نفس پرستی ہوتی ہے شادی سے پہلے ایک دوسرے کو پوجنے کی حد تک چاہتے ہیں شادی کے بعد روزمرہ مسائل سے واسطہ پڑتا ہے تو ہوش ٹھکانے آ جاتے ہیں۔ سب جوش جذبہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے شادی سے پہلے محبوبہ کو سر پر بٹھایا ہوتا ہے جب شادی کے بعد وہ اصلی مقام پر آتی ہے تو جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ طلاق کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ مزید براں لو میرج کرنے والے ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے۔ خاوند سوچتا ہے کہ جو لڑکی شادی سے پہلے میرے ساتھ ناجائز تعلقات رکھ سکتی ہے وہ اب بھی کسی کے ساتھ رکھ لے گی۔ اسی طرح بیوی سوچتی ہے کہ میرا خاوند کسی اور کے چکر میں ہو گا اس عدم اعتماد کی وجہ سے غلط فہمیاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

بیوی کیسی ہو:

ارشاد فرمایا، عورت کی خوبصورتی ہی کافی نہیں ہوتی بلکہ وہ سگھڑ بھی ہونی چاہئے۔ رشتہ داروں سے بھی اچھی طرح تعلقات رکھ سکتی ہو، لین دین کے معاملے میں بھی ہوشیار ہو، اخلاق میں بھی اچھی ہو، تہذیب یافتہ بھی ہو تا کہ وہ بچوں کی بھی بہتر طور پر تربیت کر سکے۔ عورت اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر کے اچھی قوم پیدا کر سکتی ہے۔

مجلس 22

علم و عمل

لاہور

دل کی اصلاح:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک کا مفہوم ہے۔ ''انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ سنور جائے تو انسان سنور جاتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو انسان خراب ہو جاتا ہے خبردار وہ دل ہے۔'' اگر دل میں خیر ہے تو پورے جسم میں بھی خیر ہے، اگر دل میں شر ہے تو پورے جسم میں بھی شر ہوگا۔ اس لئے دل میں اچھی سوچ رکھنی چاہیے۔ دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کی یاد ہر وقت ہوگی تو تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑے گا۔ یاد رکھیں! گناہ کسی نہ کسی صورت میں انسان کو پریشان رکھتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان گناہ کرے اور وہ انسان کو پریشان نہ کرے۔ گناہوں کی بہت سی اقسام ہیں عیاری اور دھوکہ دہی بھی گناہوں کی قسم ہے۔ عیاری چھوٹے کمبل کی طرح ہے سر چھپاؤ گے تو پاؤں ننگے ہو جائیں گے اور پاؤں چھپاؤ گے تو سر ننگا ہو جائے گا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان ہر وقت ہر کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا اس لئے دھوکے والی زندگی سے توبہ تائب ہو جانا

چاہئے تاکہ ایک اچھی اور صاف ستھری زندگی کا آغاز ہو۔ دنیا کا لمبے سے لمبا سفر بھی ایک قدم اٹھانے سے شروع ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ توبہ کے ذریعے یہ قدم ابھی اٹھالیں تاکہ اگلا سفر بھی بخیریت ہو جائے۔

علم و عمل:

ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں یاد الٰہی ہو تو اس کا ظاہری اعمال پر بھی ضرور اثر پڑے گا۔ ہمارے سلف صالحین علم بھی حاصل کرتے تھے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔ مشائخ کی صحبت سے ذکر و فکر بھی سیکھتے تھے تاکہ اخلاص کے ساتھ علم پر عمل کر سکیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے، ایک بادشاہ کے دربار میں ایک لڑکا آیا جو زار و قطار رو رہا تھا۔ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھی اور کہا تمہاری جو بھی آرزو ہو وہ ضرور پوری ہوگی۔ پھر اس لڑکے سے پوچھا کہ اپنی آرزو بتاؤ وہ کہنے لگا، مجھے جیل میں ڈال دیں میرے استاد کو آپ نے قید کیا ہوا ہے اور میرا سبق قضا ہو رہا ہے میں جیل کی مشقت برداشت کرلوں گا مگر استاد سے سبق پڑھنے کی سعادت تو نصیب ہو جائے گی۔ اتنا اس دور میں علم کا شوق تھا تو علم کے ساتھ ساتھ ہی یہ لوگ عمل کے لئے بھی جان کھپا دیتے تھے۔ علم اور عمل ان کی زندگیوں میں چہرے کا نور بن کر چمک رہا ہوتا تھا۔

جسمانی تربیت:

دوران مجلس کسی نے جسمانی کمزوری کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ ارشاد فرمایا کہ دودھ، جو اور شہد کو ملا کر تلبینہ بنایا جاتا ہے وہ جسمانی کمزوری کے لئے اکسیر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ایک تجربہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کا دلیہ کھانا گویا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ ہم نے الحمد للہ دوستوں کو بتایا اور بہت فائدہ ہوا۔

روحانی تربیت:

جسمانی غذاؤں کے تذکرہ سے روحانی غذا کا تذکرہ بھی چھڑ گیا۔ تو ارشاد فرمایا کہ روحانی تربیت میں بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔ جہاں اس سے سالک کو فائدہ پہنچتا ہے وہاں شیخ کو بھی مرید کے اخلاص کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر تو ڈانٹ ڈپٹ کھا کر بھی خوش رہے تو یہ مخلص ہے۔ اگر ڈانٹ ڈپٹ سے منہ بنا تا پھرے تو یہ کچا ہے یہ اصلاح کروانے کی نیت سے نہیں آیا بلکہ عزت کروانے کیلئے آیا ہے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کیلئے کسی عالم کا بستر اندر سے اٹھوا کر باہر رکھوا دیا۔ ایک آدمی نے تبصرہ کیا کہ یہ تو سختی ہے۔ کہا، اس کا بھی بستر اٹھوا دو نفس کا زور اس طرح ٹوٹتا ہے۔

محبت اور صحبت:

ارشاد فرمایا، محبت بھی عجیب نعمت ہے جتنی کسی کو محبت ہوتی ہے وہ اتنا ہی زیادہ رابطہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج رابطہ کی کمی کی وجہ سے محبت نہیں ہوتی اور محبت نہ ہو تو فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ رابطے کی کثرت ہی تو محبت پیدا کرتی ہے رابطہ رکھنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ آداب کا خیال رکھا جائے آداب کے ساتھ محبت سرخ گندھک کی طرح قیمتی ہے۔

معارف الٰہیہ:

ارشاد فرمایا، جب دل پر معارف الٰہی کا ورود ہوتا ہے تو بیٹھتے، اٹھتے معارف الٰہی کھلتے رہتے ہیں۔ معارف الٰہی حسی کرامات سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں۔ آج لوگ کرامات کو تو بڑی اہمیت دیتے ہیں مگر معارف الٰہیہ جو کہ کرا!

ہے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یہ معارف ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے مردہ دلوں کو زندہ کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔

بیعت اور عمل:

ارشاد فرمایا، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ پڑھ لکھ کر اور پھر عالم بن کر بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا، بیعت کی یہ برکت ہوتی ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں تو ایسے ایسے نکتے کھلتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نوکری چھوڑ دوں؟ فرمایا، نہیں ابھی نہیں۔ عرض کیا کہ اس روکنے میں کیا حکمت ہے؟ فرمایا، تمہارا پوچھنا اس بات کی دلیل ہے کہ تذبذب ہے پھر توکل رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

کیسے حال ہیں:

ارشاد فرمایا، بعض حضرات سے مادی کرامات زیادہ رونما ہوتی ہیں اور بعض حضرات سے علمی کرامات زیادہ صادر ہوتی ہیں۔ ایسے حضرات پر اللہ تعالیٰ علم کے باب کھول دیتا ہے۔ دل کی اصلاح ایک بنیادی چیز ہے جس سے علمی نکات کھلتے ہیں۔ دل وہ گواہ ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ قیامت کے دن بھی اسی دل کی بنیاد پر فیصلے ہوں گے۔ لوگ واہ واہ کرتے بھی رہیں تو کیا فائدہ ہے انسان یہ سوچتا رہے کہ قیامت میں میرا کیا بنے گا؟ وہاں اگر چھوٹ گیا تو یہی اصل کامیابی ہے۔ قیامت میں اگر اچھے رہے تو پھر یقیناً اچھے ہوں گے۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کیسے حال ہیں؟ فرمایا

~ یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
دیکھنا ہے کہ وہاں کیسے رہے

مجلس 23

تکبر کا علاج

لاہور

بے ادبی سے بچنا ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، ایک دن ایک آدمی نے فون کیا ''نقل کفر کفر نہ باشد''۔ اس بات کو نقل کرتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے۔ لوگ کیسی کیسی باتیں سوچتے ہیں۔ وہ کہنے لگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے کیا پوچھے گا؟ بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھوں گا کہ میری ایسی قسمت کیوں لکھی تھی۔ گناہ اور نافرمانیاں تو جان بوجھ کر کرتے ہیں جب اس کا وبال پڑتا ہے تو پھر اس قسم کی گھٹیا باتیں بے ادبی اور گستاخی کی باتیں کرتے ہیں، یہ عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے۔ اگر انسان اس طرح بے ادبی کرتا رہے گا تو ہر پریشانی کا خاتمہ ایک اور پریشانی کی صورت میں ہوگا۔ بعض لوگ نیک ہوتے ہیں ان پر بھی تکلیفیں پریشانیاں آتی ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ پریشانیاں بھیج کر ان کی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کر دیا جاتا ہے یا پھر پریشانی میں مبتلا کر کے اللہ والوں کا مرتبہ بلند کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ہر پریشانی کو صبر سے برداشت کرتے ہیں۔

مدح وذم برابر:

ارشاد فرمایا، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بیعت کے بعد کیا فرق محسوس ہوا۔ فرمایا، مدح وذم برابر ہو گئے ہیں۔ مدح وذم کا برابر ہو جانا یہ اخلاص کی علامت ہوتا ہے۔ ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کے بیٹے کی شادی تھی لوگ تیاری کر رہے تھے وہ بزرگ کوئی چیز ڈھونڈ رہے تھے۔ بیوی نے پوچھا، آپ یہ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ بولے کہ کفن ڈھونڈ رہا ہوں مجھے الہام ہوا ہے کہ ابھی ابھی میرے بیٹے کی وفات ہو جائے گی۔ اتنے میں باہر سے خبر آ گئی کہ دولہا جب گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو گھوڑا ابدکا اور لڑکا گردن کے بل گرا اور وفات پا گیا۔ کسے خبر تھی کہ شادی کی خوشی ہوگی یا موت کا سوگ منانا پڑے گا۔ بزرگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر حال میں اللہ سے راضی رہتے ہیں غمی یا خوشی کسی حال میں شکوہ شکایت سے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتے۔ ہمیشہ رب کی رضا میں خوش رہتے ہیں۔

~ تیرا غم بھی مجھ کو عزیز ہے
کہ وہ تیری دی ہوئی چیز ہے

پریشانی کا علاج:

ارشاد فرمایا، محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت چہیتا نوکر تھا جس کا نام ایاز تھا۔ لوگ سوچتے تھے کہ معلوم نہیں کہ بادشاہ کی اس پر نظر خاص کیوں ہے۔ اس کی کیا خاص وجہ ہے حالانکہ اس کی وفاداری اور محبت کی وجہ سے اسے یہ درجہ

ملا تھا۔ ایک دن بادشاہ کے پاس کچھ پھل سوغات کے طور پر آئے۔ بادشاہ نے سب کو کھانے کیلئے پیش کئے۔ پھل کڑوے تھے لوگ کھا کر تھوکر رہے تھے مگر ایاز بڑے مزے سے کھا رہا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا، کیا تمہارے والا پھل کڑوا نہیں ہے؟ کہنے لگا، ہاں کڑوا تو ہے مگر جس ہاتھ سے روز میٹھے پھل کھاتے رہتے ہیں اگر ایک دن اس ہاتھ سے کڑوا پھل کھا لیا تو پھر کیا ہوا۔ اسی طرح ہر روز ہزاروں اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور رحمتیں برستی رہتی ہیں اگر کبھی کبھار کوئی پریشانی آ بھی گئی تو پھر شور مچانے اور واویلا کرنے اور بے صبری دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

ارشاد فرمایا، ریت کے ذرات، پانی کے قطرے اور درختوں کے پتے گننا آسان ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان کیلئے ہر روز برستی رہتی ہیں اور اتنی بے شمار نعمتیں ہیں کہ ان کا گننا کسی بھی انسان کیلئے بڑا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

اِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

''اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہ سکو گے۔''

''میں'' کا نکلنا:

ارشاد فرمایا، انسان کے اندر سے میں بہت دیر سے نکلتی ہے۔ اس لئے مشائخ کرام اپنے لئے ''میں'' کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ فقیر اور عاجز کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ فقیر بھی اپنے لئے انہی لفظوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے انسان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے انسان کو کسی طرح بھی زیب

نہیں دیتا کہ رب تعالی شانہ کے سامنے بے ادبی کرے۔ یاد رکھیں! انسان میں ذکر کے ساتھ ساتھ ''میں'' بھی بڑھتی رہتی ہے۔ آخری چیز جو انسان کے دل سے نکلتی ہے وہ تکبر ہے۔ بڑا بننے کی خاطر انسان ذلت بھی گوارا کر لیتے ہیں۔ یہ اسمبلی کے ممبران ووٹ لینے کی خاطر لوگوں کی وقتی ذلت بھی اٹھا لیتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے اور بعد میں کوئی خبر نہیں لیتے۔

اخلاص کیسے آتا ہے:

ارشاد فرمایا، انسان کا نفس ''میں'' کا بڑا دلدادہ ہوتا ہے۔ جس کام میں انسان کی عزت بنتی ہو وہ کام کرنا اسے آسان لگتا ہے۔ اپنے آپ کو مٹا کر کام کرنا انسان کیلئے بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن کام میں برکت تبھی آتی ہے جب اپنے آپ کو مٹا کر کام کیا جائے اپنے آپ کو مٹانے سے ہی اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

~ مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

شیطان سے عبرت حاصل کریں:

ارشاد فرمایا، جب ''میں'' کو مٹایا جائے گا تو اپنی کوئی حیثیت نظر نہیں آئے گی پھر اپنی عبادت بھی کچھ نظر نہیں آئے گی اور پھر انسان دو نفل پڑھ کر اللہ تعالی پر احسان نہیں جتلائے گا۔ شیطان کو تکبر نے ہی گمراہ کیا تھا وہ اللہ تعالی کے سامنے دلیل دینے لگا کہ میں آدم علیہ السلام سے اچھا ہوں۔ شیطان سینکڑوں سال تک اللہ تعالی کی عبادت کرتا رہا۔ عالم اتنا تھا کہ استاد الملائکہ بن

گیا۔ عارف بھی تھا کہ عین اللہ تعالیٰ کے جلال اور غضب کی حالت میں مہلت کی دعا مانگتا ہے اور قبول ہو جاتی ہے۔ گمراہی کی اصل وجہ یہ نکلی کہ وہ عاشق نہیں تھا جس کی وجہ سے اس کا بیڑا غرق ہو گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں تھی اگر محبت ہوتی تو اپنے تکبر کیلئے دلیلیں نہ دیتا۔ عاشق دلیلیں نہیں دیا کرتے بلکہ سر تسلیم خم کیا کرتے ہیں۔

عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیٔ پیغام ابھی

شیطان کے چکر:

ارشاد فرمایا، حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے شیطان نے کلام کیا اور کہنے لگا، دیکھ تجھ سے زیادہ تو ایک دیہاتی کا ایمان مضبوط ہے۔ شیطان ایک دیہاتی کے سامنے دیہاتی جیسی شکل ہی میں آیا اور کہنے لگا، دیکھو اللہ کوئی نہیں ہے۔ اس نے آگے سے دلیل نہیں دی بلکہ کہا کہ تو کون ہوتا ہے یہ کہنے والا ٹھہرو ذرا میں تیرا پیٹ پھاڑتا ہوں۔ اس دیہاتی نے بحث کیا کرنی تھی بلکہ اس نے تو اللہ تعالیٰ کا انکار سننا بھی گوارا نہ کیا۔ ارشاد فرمایا، شیطان کے اندر ''میں'' بھری ہوئی تھی اس لئے دوسروں کو بھی اس نے تکبر کا ہی سبق سکھایا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مفتی کا شیطان بھی مفتی ہوتا ہے، عالم کا شیطان بھی عالم ہوتا ہے۔ صاحب علم میں عاجزی انکساری ضروری ہے کیونکہ جس شاخ پر پھل لگا ہو تو وہ زیادہ جھکی ہوتی ہے۔ بعض صاحب علم ہو کر یہ بھی سمجھتے ہیں کہ میرے جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ جتنے بھی فرقے گمراہی کے رستے پر چل رہے ہیں انہیں ان کے نفس نے ہی گمراہ کیا ہے۔ جو عالم متقی، پرہیزگار اور منا

ہوا ہو گا وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھے گا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سب لکھ پڑھ کر ہمیں پتا چلا کہ ہم تو جاہل ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو جاہلین کہتے تھے۔ واقعی ایسا ہی ہے انسان پر اپنی حقیقت کھل جائے تو یہ ظاہر ہو گا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

علم کا انتساب:

ارشاد فرمایا، قرآن حکیم میں جہاں بھی علم کا تذکرہ آیا ہے تو فرمایا عَلَّمْنٰهُ ہم نے اسے علم عطا کیا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے معرفت کھلتی ہے تو انسان کی ''میں'' مر جاتی ہے۔ ''میں'' تو اس وقت تک ہوتی ہے جب تک انسان پر اپنی حقیقت نہیں کھلتی۔ ارشاد فرمایا، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام علم کے ساتھ عمل اور ادب کا بھی لحاظ رکھتے تھے۔ ہر اچھی بات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے اور کمی کوتاہی کو اپنی طرف منسوب کرتے تھے ان میں کمال درجے کا ادب و احترام ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات کو جسے قرآن کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

فَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ''جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے''

مرض کو اپنی طرف منسوب کیا اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا کہ یہ رب کی وجہ سے تھا۔

حصول فیض کا بڑا ذریعہ:

ارشاد فرمایا، سورۃ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ

السلام کے متعلق واقعہ موجود ہے جس میں حضرت خضر علیہ السلام نے عیب والے کام اپنی طرف منسوب کیے اور جہاں اچھائی کا تذکرہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ یاد رکھیں! جو جتنا زیادہ بزرگ ہوگا وہ اتنا زیادہ مؤدب ہوگا۔ اس کے ادب آداب ہی سے اس کی بزرگی کا پتہ چلتا ہے۔ آج لوگ آداب کو اہمیت نہیں دیتے اگر کوئی علم حاصل کر لیتا ہے تو عمل کی طرف راغب نہیں ہوتا اور اگر عمل کرتا ہے تو آداب کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آداب کو حصول فیض کیلئے ضروری سمجھا جائے بلکہ آداب کے بغیر تو حصول فیض بالکل نہیں ہوتا۔

انسان خالی ہے:

ارشاد فرمایا، ادب کی بہت اہمیت ہے یہ بہت بڑے کام کی چیز ہے۔ یہ انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ ہمیں تو جو کچھ ملا ادب کی وجہ سے ملا۔ ادب کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج تو ہم سب الف کا حرف ہوتے ہیں، بالکل اندر سے خالی ہیں۔ یہ ہمارے مشائخ کی صحبت کی برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عزت رکھی ہوئی ہے۔ کسی کا بیٹا سکول گیا اور سبق پڑھ کر واپس گھر آیا تو والد صاحب نے پوچھا، بیٹا استاد صاحب نے آج کیا سبق پڑھایا۔ بچہ بولا، استاد صاحب نے بس یہی سبق پڑھایا ہے کہ الف خالی ہے پس جو انسان بھی الف کی طرح اکڑا ہوا ہے وہ خالی ہے۔

تکبر سے بچئے:

ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ نفس کے اژدھے کو اپنے

اندر سے مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کو ہر گناہ سے بچاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کی ذات انسان کو تکبر جیسے موذی مرض سے نجات عطا فرماتی ہے۔ دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے گناہوں کی نحوست سے ہم سب کو بچالے۔ حدیث پاک میں ہے

لا یدخل الجنة من

''وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر ہو گا'' حدیث نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ تکبر والوں کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے۔ تکبر جتنا بڑا گناہ ہے تو عاجزی انکساری بھی اتنی بڑی نیکی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تکبر سے بچنے کیلئے اپنے اندر عاجزی انکساری کی صفات پیدا کیجئے۔

چار چیزیں:

ارشاد فرمایا، ایک مجذوب اپنے عالم جذب میں ایک عجیب و غریب شعر پڑھ رہا تھا۔

چہار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست
نیستی و حاجت و عذر و گناہ آوردہ ام

''یاالٰہی! چار چیزیں تیرے خزانے میں بھی نہیں ہیں۔ نیستی، محتاجی، عذر، گناہ۔ یا اللہ! میں کیا کروں میرے پاس یہی چیزیں ہیں تو انہیں قبول فرمالے اور مجھے معاف فرمادے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب

ہوا۔ پوچھا کہ اے اللہ! میں آپ کے پاس کیا چیز لاؤں جو آپ کو پسند ہے؟ فرمایا، وہ چیز جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حیران ہوکر پوچھا یا اللہ! آپ کے پاس کون سی چیز نہیں ہے؟ فرمایا، عاجزی۔

تکبر کے بول:

ارشاد فرمایا، ہم ہمیشہ اپنے آپ کو عیب دار سمجھیں جب ہیں ہی عیب دار تو پھر ہمارے اعمال بھی عیب دار ہوں گے۔ یہ تو ہمارے پروردگار کی مہربانی ہے کہ وہ قبول کر لیتا ہے۔ انسان جب تکبر کے بول بولتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ میں رب ہوں بلکہ یہ کہنے لگ جاتا ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ''میں تو بہت بڑا رب ہوں'' انسان کی آنکھوں پر ایسی پٹی بندھ جاتی ہے کہ پھر اسے گناہوں کا احساس بھی نہیں رہتا۔ اسے سنائی بھی نہیں دیتا کہ اس کے منہ سے کیا بول نکل رہے ہیں۔ پروردگار عالم کی طرف سے بھی انسان کو پھر ایسا جواب ملتا ہے کہ جس سے انسان کو اپنی اوقات کا پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ

''انسان پر خدا کی مار کہ وہ کیسا ناشکرا ہے یہ کس چیز سے بنایا گیا (پانی کی) ایک بوند سے''

دوسری جگہ فرمایا

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ

''پس انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے'' اے انسان! تو کیوں نہیں دیکھتا کہ کس چیز پر تیری بنیاد ہے کس گندی چیز سے تو پیدا ہوا ہے۔ انسان کی حقیقت تو یہی ہے کہ

پانی کی طرح آتا ہے اور ہوا کی طرح رخصت ہو جاتا ہے۔ اسے زیب نہیں دیتا کہ بڑے بڑے بول بولتا پھرے۔ بندگی اور عاجزی انکساری ہی انسان کیلئے بہترین چیز ہے یہی اسے زیب دیتی ہے۔

عاجزی میں بھی کیسی لذت ہے
یہ رئیس نواب کیا جانیں
ہم سے پوچھو مزے فقیری کے
شیخ عالی جناب کیا جانیں

تصوف کا پہلا سبق:

ارشاد فرمایا کہ دنیائے تصوف کا پہلا سبق یہی ہے کہ خوبیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔ انسان اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی گھٹیا سمجھے۔ اس لئے کہ کتا اپنے مالک کا سوکھا ٹکڑا کھا کر ساری رات پہرا دیتا ہے اور انسان اپنے مالک کا اتنا نمک حرام ہے کہ قسم قسم کے کھانے کھاتا ہے اور ساری رات نرم بستر پر سوتا ہے پھر بھی شکر نہیں کرتا۔ اگر انسان میں کچھ حیا ہو تو کم از کم پانچ وقت کی نماز تو پڑھ لیا کرے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ کتے جتنی وفاداری تو کرتا۔ کتا ساری ساری رات مالک کی خاطر جاگ کر گزارتا ہے۔

دید قصور:

ارشاد فرمایا، اہل اللہ کے دلوں میں اتنی عاجزی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو سب سے گھٹیا سمجھتے ہیں اور اس پر قسم کھانے کیلئے بھی تیار ہوتے ہیں کہ جو وہ کہہ رہے ہیں ٹھیک کہہ رہے ہیں کیونکہ دل کی کیفیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ حضرت

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں قسم اٹھا کر کہوں گا کہ میرے اندر کوئی خوبی نہیں ہے تو میں حانث نہیں ہوں گا یعنی قسم توڑنے والا نہیں ہوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی عاجزی انکساری والا دل دیا تھا کہ دل کی کیفیت ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ میں تو سب سے گھٹیا ہوں اس لئے کہ اہل اللہ پر دید قصور کا غلبہ رہتا ہے وہ اپنی کمی کوتاہی کو ہمیشہ اپنی نظر میں رکھتے ہیں۔

ع
نہ تھی اپنی برائیوں کی جو خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

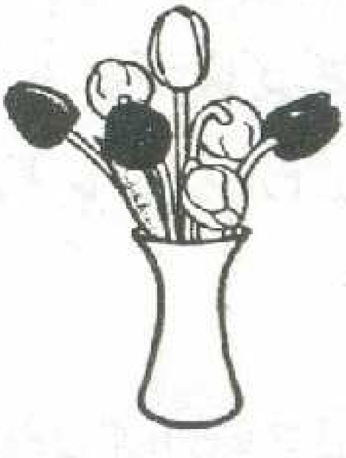

مجلس 24

حضرت جی کی ابتدائی زندگی کے واقعات

جھنگ

بچے کی بنیاد:

ارشاد فرمایا، پہلے دور میں مائیں بہنیں بچے کی تربیت پنگھوڑے سے ہی شروع کر دیتی تھیں۔ پہلے مائیں بچے کو بہلانے اور سلانے کیلئے یہ پڑھتی تھیں

حق　اللہ　تو　پاک　اللہ

سوہنی　تیری　ذات　اللہ

یا یہ پڑھتی تھیں

اللہ　اللہ　لوری

دودھ　بھری　کٹوری

زلفی　دودھ　پئے　گا

نیک　بن　کر　جئے　گا

الحمد للہ اس عاجز کی بڑی بہن بھی یہ کلمات پڑھتی تھیں۔ جب مائیں اس طرح بچوں کو بہلاتی اور سلاتی تھیں تو بچے بڑے ہو کر نیک بنتے تھے۔ کیونکہ ان

کی بنیاد اچھی اٹھائی جاتی تھی۔

سادہ زندگی:

ارشاد فرمایا، بچپن کے بعد لڑکپن میں پڑھائی کا دور شروع ہوتا تو اس میں محنت مشقت کرنی پڑتی تھی۔ کبھی لالٹین کی روشنی میں پڑھتے تھے، کبھی بجلی کے کھمبے کے نیچے بیٹھ کر پڑھائی کرتے تھے، کبھی کسی طرح، کبھی کسی طرح کام چلاتے تھے۔ گلیوں میں اس وقت بالکل سناٹا ہوتا تھا۔ امن وامان کا دور ہوتا تھا۔ لوگ سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ زندگی میں یہ تکلفات نہیں ہوتے تھے۔ اسی دوران کسی نے عرض کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام بھی بہت بڑا عطا کیا ہے۔ فرمایا، مقام کا تو آگے چل کر قیامت کے دن پتہ چلے گا بہر حال عاجز کو فکر ضرور لگی ہوئی ہے کہ دیکھیں آگے کیا بنتا ہے۔

والد صاحب کے معمولات:

ارشاد فرمایا، میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ جلدی سو جاتے تھے اور صبح دو تین بجے اٹھ جاتے تھے اور فجر کی نماز سے پہلے تک اپنے ورد و وظیفے میں مشغول رہتے تھے پھر مسجد میں چلے جاتے اور بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ نماز اشراق کے بعد پھر آتے تو تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اس کے بعد والدہ صاحبہ انہیں کھانا گرم کر کے دیتی تھیں۔

حسن ظن کی برکات:

ارشاد فرمایا، والدہ صاحبہ ہمیشہ دودھ سے مکھن نکالتے وقت مجھے پاس کھڑا کرتی تھیں۔ بہن نے بتایا کہ جب آپ پاس کھڑے ہوتے تھے تو پھر مکھن بھی زیادہ

سکتی تھی۔ والدہ صاحبہ کا عاجز کے متعلق اتنا حسن ظن تھا۔ اللہ تعالی حسن ظن کی لاج رکھ لیتے تھے۔

جسم اور صحت:

ارشاد فرمایا مقولہ ہے

اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِیْ الْجِسْمِ السَّلِیْمِ

اس لئے بہتر ہے کہ بچپن میں کوئی مناسب اور کم وقت لینے والا کھیل کھیلا جائے تاکہ جسم صحت مند اور تندرست رہ سکے۔ بچپن میں کبڈی کھیلی۔ صبح کے وقت ورزش اور سیر کیلئے بھائی جان کے ساتھ جاتے تھے روزانہ مسواک کاٹ کر کیا کرتے تھے۔ ایسا سادہ ماحول ہوتا تھا کہ نوجوانوں کو بہت ہی کم گناہ کے مواقع میسر آتے تھے جس کی وجہ سے جوانیاں بھی سلامت رہتی تھیں۔

کلمہ کی برکت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالی کے فضل و کرم اور ماں باپ کی اچھی تربیت اور دعاؤں کی برکت سے شروع ہی سے طبیعت نیکی کی طرف رغبت رکھتی تھی۔ الحمد للہ اس فقیر نے پانچویں جماعت میں سہ روزہ لگایا تھا اور تبلیغی جماعت کے چھ نمبر سنائے تھے۔ اس وقت اللہ تعالی نے ایسی بات منہ سے نکلوا دی جس پر لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ ایک مرتبہ چھ نمبر بیان کرتے ہوئے اس عاجز نے کہا تھا کہ کلمہ پڑھنے سے انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح نیا پیدا شدہ بچہ بستر پر پڑا ہو۔

سوال کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ایک استاد نے سوال لکھوایا۔ عاجز جلدی سے نکال

کر لے گیا اس کے دماغ میں عبارت دوسری تھی ۔ استاد نے مارا اور یہ مار بلا وجہ ہی تھی ۔ جب استاد نے دوسرے لڑکوں کا سوال دیکھا تو سوال وہی تھا جو میں نے نکالا تھا انہوں نے گھر جا کر معافی مانگ لی ۔ اس وقت استاد ایسے بے نفس ہوتے تھے ۔ ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے سلیٹ پر سوال نکالا اور استاد کو دکھایا ۔ سوال ٹھیک تھا پھر بھی استاد صاحب نے سلیٹ ہلکی سی سر پر ماری جس سے خون نکل آیا ان سب باتوں کے باوجود ہمیں استادوں سے بڑی محبت تھی دل ہمیشہ صاف رہتے تھے ۔ استاد صاحب کی ڈانٹ ڈپٹ اور مار کے باوجود کبھی کوئی برا خیال یا بری سوچ ان کے بارے میں ذہن میں بھی نہیں آتی تھی ۔

تقریر کا فن:

ارشاد فرمایا، تقریر کا فن بھی سیکھنے سے آتا ہے ۔ جس سے دعوت و تبلیغ میں بڑی مدد ملتی ہے اور بیان بھی مؤثر ہو جاتا ہے ۔ جس طرح اور بہت سی چیزیں ہم اساتذہ کرام سے سیکھتے ہیں اسی طرح ہمیں مؤثر بیان بھی سیکھنا چاہئے کیونکہ اسی ذریعے سے ہم قرآن و حدیث کے علوم بہترین طریقے سے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں ۔ بیان میں ایسا انداز اختیار کرنا چاہئے کہ وہ مؤثر ہو جائے اور دل پر اترنے والا ہو ۔ دل پر کوئی بات اثر کرے تو ظاہری حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی ۔ بعض جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے دن بھی مولانا صاحب کا بیان ایسا ہوتا ہے کہ لوگ توجہ نہیں دیتے ۔ اتنا غیر مؤثر ہوتا ہے کہ اگلی صفوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی اونگھ رہے ہوتے ہیں ۔ اس عاجز نے پانچویں جماعت میں بزم ادب پروگرام میں پہلی تقریر کی تھی ۔ تقریر بھی کر رہا تھا اور رو بھی رہا تھا ۔ تقریباً

ایک سو کے قریب حاضرین پروگرام میں موجود تھے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے پہلی تقریر کو ہی مؤثر بنا دیا تھا۔ عاجز کو اس تقریر پر انعام بھی ملا تھا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

بچپن کے واقعات

ارشاد فرمایا، بچپن کے واقعات یاداشت میں اب تک محفوظ ہیں۔ بچپن کا زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اس دور کی سنی ہوئی اور یاد کی ہوئی باتیں ساری زندگی نہیں بھولتیں۔ اس دور میں فجر کے وقت کسی نہ کسی گھر سے ضرور قرآن پاک پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ ہم جب فجر کے بعد دہی لینے جاتے یا کسی اور کام سے باہر نکلتے تھے تو گلی میں چلتے ہوئے ہمیں گھروں سے قرآن پاک پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے ''جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ اجاڑ گھر کی طرح ہے''

ٹی وی اور اخلاق کی تباہی:

ارشاد فرمایا، اخلاق میں زیادہ گراوٹ بھٹو دور میں آئی 70 سے لے کر آج تک بہت تیزی سے معاشرے میں گراوٹ آئی۔ جدید میڈیا نے لوگوں کے اخلاق اس قدر تباہ کر دیئے کہ بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ اس ٹی وی اور وی سی آر نے تو اخلاق کا جنازہ ہی نکال دیا ہے۔ یہ چیزیں معاشرے میں وبا کی طرح پھیل چکی ہیں۔ یاد رکھیں! وبا میں وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو زبردست قسم کی حفاظتی تدابیر کر لیتے ہیں۔ اس لئے تقویٰ یہی ہے کہ ان چیزوں کی نحوست

سے بچا جائے۔ جہاں تک ہو سکے ان سے بچ کر چلیں۔ ٹی وی اور وی سی آر کی مثال چھری کی مانند ہے سیب کاٹیں تو اچھا ہے ہاتھ کاٹیں تو برا ہے۔ ٹی وی کا استعمال انڈسٹری میں ہو، فوج میں ہو، تعلیم میں ہو تو اچھا ہے اور اگر ڈراموں اور گانوں کیلئے ہو تو برا ہے۔ آج اکثر ممالک میں اس کا استعمال برے اور فضول کاموں کے لئے ہوتا ہے اور کثرت سے اخلاق سوز قسم کے پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے جاتے ہیں اس لئے یہ ذرائع برائی پھیلانے کے مؤثر ہتھیار بن گئے ہیں۔ بعض سادہ لوح لوگ کہتے ہیں کہ اس میں اچھے پروگرام بھی تو آتے ہیں۔ بھائی وہ چند پروگرام اس لئے دیتے ہیں کہ نیک لوگوں کو بھی پھنسا سکیں سوچیں کیا 90 من شراب میں چند قطرے آب زم زم کے ڈال دیئے جائیں تو کیا وہ شراب پاک ہو جائے گی۔ یہی حالت چند اچھے پروگراموں کی ہے کہ دوسرے کثیر پروگرام ان اچھوں کا بھی بیڑا غرق کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ ٹی وی کو جائز بنانے کیلئے یہ بہانے پیش کرتے ہیں کہ مولویوں کے گھروں میں بھی تو رکھا ہوا ہے۔ وہ غیر متقی قسم کے دنیادار مولوی ہوں گے جن کے گھروں میں ٹی وی رکھا ہوتا ہے۔ متقی لوگ ایسی فضول چیزوں کے نزدیک بھی نہیں جاتے۔ ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ فرض کریں اگر کوئی مولوی صاحب شراب پینے لگ جائے تو کیا شراب جائز ہو جائے گی بالکل جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح کسی کے برائی کرنے سے وہ برائی جائز نہیں ہو جاتی۔ انسان کو تھوڑا سا عقل سے کام لینا چاہئے اور اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے برائی کو جائز قرار دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے اگر برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے روک دو، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں تو زبان سے روک دو، اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو

برائی کو دل سے برا سمجھو یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ یاد رکھو، اگر برائی کو برائی نہیں سمجھو گے بلکہ حیلے بہانے کر کے اسے جائز کرو گے تو توبہ کی توفیق بھی چھین لی جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان محتاط ہو کر زندگی گزارے۔ اور خواہ مخواہ نفس و شیطان اور غافل لوگوں کی باتوں سے متاثر ہو کر برائی کو جائز سمجھ کر نہ کرنے لگ جائے۔ یاد رکھیں! یہ نفس اور شیطان بڑے مکار دشمن ہیں۔ یہ بڑے بڑے عقلمندوں کو دھوکہ دے دیتے ہیں

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

''پس دنیا کی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ اور وہ بڑا افریبی شیطان بھی دھوکہ میں نہ ڈال دے''

پیر رنگ علی:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ پیر رنگ علی صاحب ہمارے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس فقیر کے والد صاحب سے درخواست کی کہ یہ لڑکا مجھے دے دو۔ اس کے بدلے میں تمہیں ایک بھینس دیتا ہوں وہ نماز کے پابند اور دیندار تھے، بے دین اور بے نمازی نہیں تھے۔ معلوم نہیں بچپن میں انہیں اس فقیر کے اندر کیا نظر آیا کہ انہوں نے ایسی خواہش کی تھی اور مجھے لے جانے کی کافی زیادہ کوشش کی تھی مگر ناکام رہے۔

صحبت شیخ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اس مجلس میں اپنے بچپن کے بہت سے واقعات سنائے۔ آخر میں صحبت شیخ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

کہ والدین اولاد کو پال پوس کر بڑا تو کر دیتے ہیں مگر صحیح معنوں میں اس کو انسان نہیں بنا سکتے۔ یہ شیخ کی صحبت ہوتی ہے جو انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیتی ہے۔ انسان بننا یا بنانا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے۔ جو شخص طویل عرصہ تک صحبت شیخ میں رہتا ہے وہ تو پھولوں کی طرح پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اس کا اندر، اس کا باطن پھول کی طرح خوشبودار ہو جاتا ہے۔

قدر پھلاں دی بلبل جانے صاف دماغاں والی
قدر پھلاں دا گدھ کی جانے مردے کھاون والی

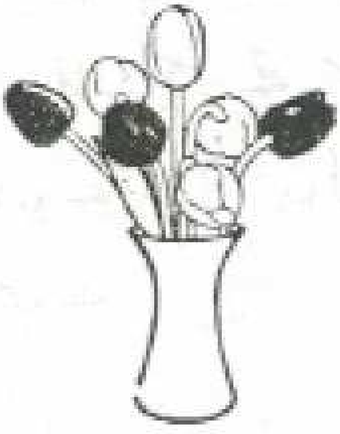

مجلس 25

پانچ سوال

فیصل آباد

تقویٰ اور احتیاط:

ارشاد فرمایا، عورتوں کا مدرسہ بڑا ہی نازک معاملہ ہے بچیوں کے مدرسے کھمبیوں کی طرح اگتے دیکھے ہیں پھر اسی طرح ختم بھی ہو جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، ایک سال عورتوں کا مدرسہ بنتا دیکھا اور دوسرے ہی سال ختم بھی ہوتے دیکھا۔ تقویٰ اور احتیاط کو مدنظر نہ رکھا جائے تو یہ مدارس بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں۔

غلط خبر:

ارشاد فرمایا، بچیوں کے مدارس کے معاملات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ صحیح بات تو کیا اگر کوئی غلط بات بھی منسوب کر دے تو وہ بات پھیلتے پھیلتے پھیل جاتی ہے اور بدنامی کا باعث بنتی ہے۔ پھر لوگ خوامخواہ بدگمان ہو جاتے ہیں اور کوئی بندہ غلط خبر کی تحقیق کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتا بلکہ سب سنی سنائی پر ہی یقین

کرنے والے ہوتے ہیں۔ جب اسی طرح کی کوئی غلط خبر اڑ جائے تو پھر لوگ بچیوں کو مدارس میں بھیجنے سے کتراتے ہیں۔ اس لئے ہر حال میں تقویٰ پرہیزگاری کو ملحوظ خاطر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ تقوای طہارت سے ہی آخرت کا تذکرہ چل پڑا تو ارشاد فرمایا التجافی عن دار الغرور ۔ یہ دنیا، مال، اسباب سب دھوکہ ہے۔ دنیا میں انسان کہتا ہے میری بیوی، میرے بچے، میرا مال پیسہ ہے انہی کیلئے وہ اپنا آپ داؤ پر لگا دیتا ہے اور جب موت سامنے آتی ہے سب کچھ بھول جاتا ہے سب اپنے بھی موت کے وقت پرائے ہو جاتے ہیں کوئی اس وقت کام نہیں آتا۔

جنہاں پچھے پاپ کمائیں کتھے نیں او گھر دے

(جن کی خاطر گناہ کیے وہ اہل خانہ کہاں ہیں)

اللہ تعالیٰ کا استحضار:

ارشاد فرمایا، جو ادھار کے مال پر فریفتہ ہوا پھرے اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ اس ادھار کے مال کا دیوانہ بننے کی بجائے ہمیں اگلی زندگی کی فکر کرنی چاہئے۔ سب کچھ یہیں رہ جائے گا کچھ ساتھ نہیں جائے گا سوائے اپنے اعمال کے جو کچھ دنیا میں کئے ہوں گے۔ اسلئے ہمیں آخرت کے گھر کا زیادہ شوق ہونا چاہئے۔ ہر وقت رجوع الی اللہ کرتے رہیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا استحضار رہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کا ڈر ہو تب کہیں جا کر نفس غفلت اور سستی سے باز آتا ہے۔ آخرت کی طرف توجہ کرنے سے ہی نفس کی سستی کم ہوتی ہے۔ نفس کو ہمیشہ قبر آخرت یاد دلاتے رہیں تاکہ اسے وہاں کی بھی فکر لگ جائے۔ انسان اپنے نفس کو پالنے میں مصروف ہے اور اس کا نفس اسے جہنم کی

طرف دھکیلنے میں مصروف ہے ابھی سے نفس کو لگام ڈال لیں ورنہ پھر وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔

تقویٰ کی ضرورت:

ارشاد فرمایا، شادی بیاہ کے رسوم و رواج میں پھنس کر لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور شادی کے بعد پھر دنیا حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں۔ بیوی بچوں کے لئے مال پیسہ اکٹھا کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں جیسے یہی دنیا ہی سب کچھ ہے۔ شادی بیاہ کے اکثر مسائل سورۃ النساء میں بیان ہوئے ہیں۔ ہر چند آیات کے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا اور تقویٰ اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ تقویٰ کی آیات سے ایک باریک اشارہ ہے کہ میاں بیوی اپنی خواہشات کی پیروی اور ملاقاتوں میں ہی نہ پھنسے رہنا آخرت کی بھی فکر کرنی ضروری ہے اور جوابدہی کا ڈر ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی۔ ''زادِ راہ تیار کر لینا اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔''

ایک سوال:

ارشاد فرمایا کہ جہنمی لوگ آخرت میں جنتی لوگوں سے ایک سوال کریں گے۔

ونادی اصحب النار اصحب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله قالو ان الله حرمهما علی الکفرین

''دوزخ والے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو۔ جو بھی اللہ تعالیٰ نے تم کو

دے رکھا ہے۔ تو جنت والے کہیں گے کہ دونوں چیزوں کو اللہ تعالی نے کافروں پر حرام کیا ہے۔''

پانچ سوال:

ارشاد فرمایا، جہنمی لوگ اللہ تعالی سے پانچ سوال کریں گے۔

1. جہنمی پہلا سوال کریں گے۔

فاعترفنا بذنوبنا فهل الی خروج من سبیل

''ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا کیا جہنم سے باہر جانے کا راستہ ہے۔''

جواب دیا جائے گا، جب ایک اللہ کو پکارنے کو کہا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے آج حکم صرف اللہ کا ہے۔

2. جہنمی دوسرا سوال کریں گے۔

ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون.

''اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا، سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے نیک عمل کریں گے ہمیں یقین آ گیا۔''

جواب دیا جائے گا فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم هذا ۔''مزہ چکھو کہ تم آج کے دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔''

3. جہنمی تیسرا سوال کریں گے۔

ربنا اخرنا الی اجل قریب نجب دعوتک ونتبع الرسل

''اے اللہ! کچھ تاخیر کر دے کہ اب ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور تیرے رسولوں کی اتباع کریں گے۔''

جواب دیا جائیگا۔ اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال ''کیا تم قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ تمہیں کوئی زوال نہیں آئیگا۔''

﴿4﴾ جہنمی چوتھا سوال کریں گے۔

ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل

''اے اللہ ہمیں اس میں سے نکال دے ہم جیسے پہلے کرتے تھے ویسے عمل نہیں کریں گے۔''

جواب دیا جائیگا۔ اولم نعمر کم ما یتذکر فیہ من تذکر و جاء کم النذیر ۔ ''کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس نے سمجھنا ہے وہ سمجھ لے اور تمہارے پاس تو ڈرانے والے بھی آئے تھے۔''

﴿5﴾ جہنمی پانچویں دفعہ اقرار کریں گے۔

ربنا غلبت علینا شقوتنا و کنا قوما ضالین O ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظلمون O

''وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے رب! ہمیں اس جہنم سے نکال دیجئے پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ظالم ہیں۔''

جواب دیا جائیگا۔ قال اخسئوا فیھا و لا تکلمون O ارشاد ہوگا کہ ''اسی جہنم میں ذلیل وخوار ہوکر پڑے رہو اور میرے سے بات بھی نہ کرو۔''

نیک بندے

ارشاد فرمایا، جہنمیوں سے بات کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا تذکرہ فرمائیں گے اور جہنمیوں سے کہیں گے کہ تم ان کا مذاق اڑایا کرتے

تھے۔ اب اپنا حال بھی دیکھ لو اور ان کا حال بھی دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔

انه كان فريق من عبادى يقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خير الراحمين O فاتخذتموهم سخريا حتى انسوكم ذكرى وكنتم منهم تضحكون O انى جزيتهم اليوم بما صبروا انهم هم الفائزون.

'' میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو ہم سے عرض کرتے تھے اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔ تو تم نے ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ تم نے ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ (آج ہم نے انہیں صبر کا بدلہ دیا اور وہ کامیاب ہوئے۔)

آج اگر دائیں بائیں دیکھا جائے تو آزاد قسم کے لوگوں نے علماء، مشائخ اور تبلیغ کرنے والوں کو ملامتیہ فرقہ بنا دیا ہے۔ اگر مولوی سائنس نہ پڑھیں تو کہیں گے کہ مولوی کو سائنس پڑھنی ضروری ہے۔ اگر مولوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایم اے کر لیتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ کیا ضرورت تھی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آج جس نے دین کو گلے لگایا لوگ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آج جب لوگ ملامت کرتے ہیں تو یہ ملامت ہی قبولیت کی علامت ہے۔ جب دنیا والے دھکے دینے کی انتہا کر دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنا مقبول بنا لیتے ہیں۔

ملامت کا اجر:

ارشاد فرمایا، جب لوگوں کی طرف سے رد کرنے کی انتہا کر دی جاتی ہے تو پھر ادھر سے بھی نوازشات کی حد کر دی جاتی ہے۔ حضورﷺ کو طائف میں پتھر پڑے تھے، ہر طرف سے جگ ہنسائی ہو رہی تھی، ملامت ہو رہی تھی۔ چنانچہ مکہ مکرمہ واپسی پر اللہ تعالیٰ نے معراج کروا دی۔ جب ہر طرف سے ملامت ہو رہی ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ کسی اور طرف سے دروازہ کھلنے والا ہے۔ انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون O ''میں نے آج ان کو ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہی کامیاب ہوئے۔'' واہ میرے مولا سبحان اللہ تو بھی کتنا مہربان اور ہمدرد ہے۔

محنت کر لو:

ارشاد فرمایا، دوستو! محنت کر لو۔ تھوڑی سی زندگی ہے اس میں نیکیاں کما لو گے تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ نیکیاں کرنے کی حسرت دل میں ہونی چاہیے۔ اگر دنیا سے بغیر نیکیاں کمائے اٹھ گئے اور آخرت میں جا کر نیک بننے کی حسرت پیدا ہوئی تو پھر اس حسرت کا کیا فائدہ ہوگا۔ قیامت والے دن انسان کہیں گے۔ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم فسئل العادین O اس دنیا میں رہنے کے متعلق کہیں گے۔ ''ہم ایک دن رہے یا ایک دن سے بھی کم رہے، گنتی کرنے والوں سے پوچھ لو۔'' یہ مل بیٹھنا غنیمت ہے یہ وقت نہیں رہے گا تو یاد آئے گا۔

؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

''اس وقت پر افسوس کریں جو بغیر نیکی کے گزر گیا''

یہ زندگی کے چند لمحات ہمارے پاس غنیمت ہیں یہ ضائع کرنے کے لیے نہیں دیے گئے بلکہ امانت کے طور پر دیے گئے ہیں اس امانت کا پاس رکھنا اور خیانت نہ کرنا ہم سب کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

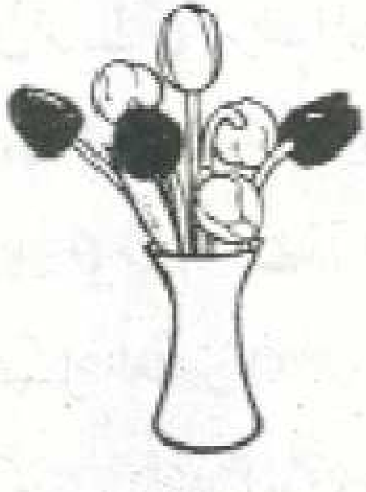

مجلس 26

اللہ تعالیٰ کی نسبت

فیصل آباد

اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت:

ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اسے مسجد سے محبت عطا کر دیتے ہیں اور جس سے ناراض ہو جاتے ہیں تو اسے مسجد میں آنے کی توفیق ہی نہیں دیتے۔ ایک عبرت ناک واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فقیر ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو مسجد کا کرایہ دار ہے مسجد کی دو کانوں میں سے کسی ایک میں دوکان چلاتا ہے مگر نماز کی توفیق نہیں ملتی۔ ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، پہلے زمانے میں ایک آدمی مسجد کے ساتھ دوکان کرتا تھا مگر نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اس مسجد میں ایک بزرگ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن رہتے تھے۔ اس دوکاندار کو لوگ بہت سمجھاتے کہ بھائی ساتھ ہی مسجد ہے مسجد کے پڑوس میں رہ کر نماز چھوڑنا بہت بڑا جرم ہے مسجد میں جا کر نماز پڑھ لیا کرو تمہارا کام بھی چلتا رہے گا۔ مگر وہ حیلے بہانے کر دیتا کہ گاہک آتے رہتے ہیں بہت زیادہ رش رہتا ہے۔ لوگوں نے اس بزرگ سے عرض کیا کہ اسے کچھ نصیحت کریں کہ نماز پڑھ لیا کرے۔ وہ بزرگ ایک دن اس

دوکاندار کے پاس گئے اور اسے بڑے مؤثر انداز سے نصیحت کی۔ اس دکاندار کو سمجھانے کیلئے اس سے ایک بات پوچھی کہ واقعی آپ کے ہاں بزارش ہے اگر آپ کو پیشاب یا لیٹرین کا تقاضا ہو تو باہر کھیتوں میں جاتے ہو یا دکان کے اندر ہی کر لیتے ہو۔ اس نے کہا رفع حاجت کیلئے تو مجھے دور کھیتوں میں جانا پڑتا ہے۔ ان بزرگ نے بڑی دل سوزی کے ساتھ فرمایا کہ سوچو ذرا! رفع حاجت کیلئے تو تم وقت نکال لیتے ہو مگر نماز کیلئے وقت نہیں نکال سکتے۔ کیا تم نماز کو قضائے حاجت جتنی اہمیت بھی نہیں دیتے۔ بس یہ بات اس کے دل پر بجلی بن کر گری اور وہ توبہ تائب ہو کر نمازی بن گیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

مساجد سے محبت:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ مجنوں ایک کتے کے پاؤں چوم رہا تھا کسی نے پوچھا کہ ایسے کیوں کر رہے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کر آ رہا ہے۔ اس لئے مجھے یہ اچھا لگ رہا ہے۔ ہم سوچیں کہ اگر کتے کو محبوب کی گلی سے نسبت ہو جائے تو عاشقوں کو اس چیز سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ اگر ہمیں مسجد سے محبت نہیں تو ہم کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ سے محبت ہے۔ کسی سے محبت ہو تو اس سے وابستہ ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں تو ہمیں مساجد سے اور نیک لوگوں سے بھی محبت ہونی چاہئے کیونکہ ان مساجد اور اہل اللہ کی بھی اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے۔ سچی محبت والے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے علاوہ کچھ حاصل کرنے کو ان کا جی ہی نہیں چاہتا چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی وہ رب کی رضا ڈھونڈتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

مجلس 27

موت سے عبرت حاصل کریں

فیصل آباد

حضرت جی دامت برکاتہم حضرت مولانا خلیل الرحمٰن انوری کی صاجزادی کی وفات پر فیصل آباد تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر موت سے عبرت حاصل کرنے کیلئے چند گرانقدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔ ماحول بہت غمزدہ تھا دل موت جیسے سانحہ سے متاثر ہو چکے تھے۔ اس لئے اس موقع پر چند باتیں ہی وہ اثر کر گئیں کہ دوسرے کسی موقع پر لمبے لمبے بیانات سے وہ تاثیر ہوتی تھی۔ موت نے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔

فکر آخرت:

ارشاد فرمایا، یہ دنیا دار العمل ہے یہاں انسان کو چاہئے کہ آخرت کی تیاری کرلے۔ دنیا میں آخرت کی کھیتی کو بوتا رہے تا کہ آخرت میں کاٹنا نصیب ہو۔ جو غفلت اور سستی کی وجہ سے آج کچھ نہیں بوئے گا تو وہ کل قیامت میں کیا کاٹے گا؟ آخرت کی تیاری کی فکر دل و دماغ پر سوار ہونا ضروری ہے۔ یہ آخرت کی

فکر انسان کو بہت سے گناہوں سے روک دیتی ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے مگر افسوس کہ دنیا کی محبت نے فکر آخرت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ضرورت سے زائد فکر معاش نے انسان کو فکر آخرت سے بالکل غافل کر کے رکھ دیا ہے۔

؎ عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کے تجھ کو فکر معاش

موت برحق ہے:

ارشاد فرمایا،موت ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کرسکتا۔اللہ کے منکر تو مل جائیں گے مگر موت کا منکر کوئی نہیں ملے گا۔موت برحق ہے مگر کفن کے ملنے میں شک ہے۔انسان کو کیا علم کہ اسے کس حال میں موت آئے گی۔عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہروقت اپنے دل سے یہ سوال کرتے رہیں کہ کیا تو مرنے کیلئے تیار ہے؟ یاد رکھیں! موت کو کسی بھی حیلے بہانے سے نہیں ٹالا جا سکتا اگر موت کو حکمت سے ٹالا جا سکتا تو حکیم لقمان کو بھی موت نہ آتی ،اگر موت کو مال و دولت سے ٹالا جا سکتا تو قارون کو بھی موت نہ آتی ،اگر موت کو حکومت سے ٹالا جا سکتا تو فرعون کو بھی موت نہ آتی ،اگر موت کو حسن و جمال کے ذریعے ٹالا جا سکتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی موت نہ آتی۔ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ موت نے اچانک حملہ آور ہو جانا ہے کوئی شخص موت کو ٹال نہیں سکے گا اس لئے ہروقت موت کی تیاری کی فکر میں لگے رہنا چاہئے۔آخرت کی تیاری کی فکر کرتے رہیں گے تو انشاءاللہ اس تیاری میں سہولت پیدا ہو جائے گی۔

جنازہ اور عبرت:

دنیا کے متعلق ارشاد فرمایا

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ جنازے ہمارے لئے سبق سیکھنے کا ذریعہ ہیں یہ ہمارے لئے باعث عبرت ہیں ہم بھی ایک دن اسی طرح بے سدھ پڑے ہوں گے کوئی ہمیں اٹھا کے قبرستان لے جائے گا اور سب لوگ یہ کہہ کر ساتھ چھوڑ دیں گے "لے او یار حوالے رب دے" کتنے بڑے بڑے پہلوان ہی کیوں نہ ہوں موت سے آخر شکست کھانی پڑ جاتی ہے۔موت کسی کے آگے ہار نہیں مانتی ہمیشہ فاتح ہوتی ہے۔

آدمی بلبلہ ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

شاعر نے کتنی خوبصورتی سے مختصر الفاظ میں زندگی کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ انسان کی زندگی اس بلبلہ کی طرح ناپائیدار ہے جو ایک سیکنڈ میں ختم ہو جاتا ہے۔انسان بھی جب ملک الموت کے شکنجے میں آ جاتا ہے تو پھر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ایک پل میں اس دنیا سے اگلی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔عقلمند وہی ہے جو اس زندگی کو نیک کاموں میں گزار جائے اور بخشا ہوا رب کے حضور لے کر حاضر ہو جائے۔

مجلس 28

اللہ تعالیٰ کی رحمت

فیصل آباد

دل کا بننا:

ارشاد فرمایا، انبیائے کرام علیہم السلام انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتے ہیں یا پھر ان کے سچے غلام۔ اولیاء اللہ انسان کو انسان بنانے کیلئے محنت کرتے ہیں۔ ان حضرات کی محنت کا میدان انسان کا دل ہے کیونکہ دل بن گیا تو انسان خود بخود بن جائے گا۔ انسان کی جسمانی حرکات اس کے دل کی مرہون منت ہیں دل جسم کو کنٹرول کرتا ہے۔ جس طرح امتحانات کا کنٹرولر ٹھیک نہ ہو تو امتحانات ٹھیک نہیں ہوتے اسی طرح جسم کا کنٹرولر ٹھیک نہیں تو جسم کے باقی اعضاء بھی باغی ہو جائیں گے۔ کھانے پینے کے ہر معاملے میں بھی دل کا ہی مسئلہ ہوتا ہے۔ بعض چیزوں کو کھانے کیلئے دل چاہتا ہے لیکن بعض چیزوں کو کھانے کیلئے دل آمادہ نہیں ہوتا۔ جس طرح کھانے پینے کا عمل دل کے ماتحت ہے اسی طرح سارے اعمال بھی دل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ دل بن جائے تو اعمال بھی بن جاتے ہیں۔ مالک کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ بلکہ بعض جگہ پر تو یہ بھی پڑھا کہ اللہ تعالیٰ مومن

بندے کے دل کو روزانہ 70 مرتبہ رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

دنیا کے مزے:

ارشاد فرمایا، آج ہم زبان کے مزوں سے واقف ہیں مگر دل کے مزوں سے واقف نہیں ہیں کھانے کے مزے جانتے ہیں مگر بھوکا رہنے کے مزے سے ناواقف ہیں۔ حضرت علی ﷜ نے فرمایا، حدیث شریف کا مفہوم ہے ''گرمی کے موسم میں بھوک پیاس کے عالم میں جہاد کرنے کا جو مزہ آیا وہ کہیں اور نہیں ملا''

حدیث شریف کا مفہوم ہے ''جو کوئی اپنی نظر کو غیر محرم سے بچائے گا تو اسے عبادت میں مزہ آنے لگ جائے گا''۔ یاد رکھیں! جس بندے کو مصلے پر بیٹھنے سے وحشت ہوتی ہے اس کے دل میں محبت کامل نہیں ہے اور یہ ڈرنے کی بات ہے۔

انسان اور لباس:

ارشاد فرمایا، انسان لباس سے پہچانا جاتا ہے۔ فوجیوں کے لباس سے فوج کا تعلق ثابت ہوتا ہے، پولیس کے لباس سے پولیس کا تعلق ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈھیلا ڈھالا اور لمبا لباس اللہ والوں کا ہوتا ہے تاکہ چھپائے جانے والے اعضاء بالکل ظاہر نہ ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مذاہب کے بڑے رہنماؤں کا لباس تقریباً لمبا ہی ہوتا ہے۔ انگریز لوگ جس طرح کا لباس پہنتے ہیں ایسے لباس میں زمین پر بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، رکوع کرنا بھی مشکل ہوتا ہے، سجدہ میں جانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسا لباس پہنا جائے کہ جس کے پہننے سے ستر کے اعضاء بالکل ظاہر نہ ہوں۔

مراقبہ میں دل لگنا:

ارشاد فرمایا، پہلے پہل مراقبہ میں بیٹھنا مشکل لگتا ہے جب محنت کرتے رہتے

ہیں تو دل نرم ہو جاتے ہیں۔ پہلے تلین جلود ہوتا ہے پھر تلین قلوب ہوتا ہے۔ آج کسی کے ہاتھ میں ڈائجسٹ آ جائے تو پڑھے بغیر نہیں چھوڑتا مگر قرآن پڑھنے کیلئے اور اللہ کا ذکر کرنے کیلئے ٹائم نہ ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔ قرآن کو ایک ڈائجسٹ جتنی اہمیت نہیں دیتے تو پھر سوچیں کہ ہمارا کیا بنے گا؟ قرآن مجید سے محبت بڑی نعمت ہے اس نعمت کو بار بار مانگنا چاہئے۔ قرآن مجید سے محبت ہو جائے تو پھر ذکر میں بھی مزہ آنے لگتا ہے، مراقبے میں بھی دل لگتا ہے اور قرآن کا نور سینے کو روشن کر دیتا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

اللہ تعالیٰ کا کرم:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کے کرم کے مظاہر ے دن رات انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ انسان گناہوں پہ گناہ کرتا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ان سے ورگزر فرماتا ہے، ان کی پکڑ نہیں کرتا۔ واقعی اللہ تعالیٰ جیسی حوصلہ مند ذات اور کوئی نہیں ان گناہوں سے پیچھا چھڑانے کیلئے مشائخ کی صحبت میں رہا جائے اور ذکر کثیر کیا جائے پھر دیکھیں کہ کیسے زبردست نتائج برآمد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کو کثرت ذکر کی تلقین کرتے ہیں تو پھر سوچیں کہ عام لوگ کثرت ذکر سے کتنے محتاج ہوں گے فرمان الٰہی ہے

وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي "میرے ذکر میں سستی نہ کرنا"

بخاری شریف کا سننا:

اس سلسلہ گفتگو کے دوران کسی آدمی نے کہا کہ دارالعلوم جھنگ میں بخاری

شریف کا درس کس وقت ہوتا ہے میں نے سننا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ بھئی حیرانگی کی بات ہے کہ آپ کو عربی بھی نہیں آتی دین کا علم بھی بہت تھوڑا ہے پھر بخاری شریف جو کہ علمائے کرام کے نصاب کی آخری کتاب ہے کس طرح سے سمجھ سکو گے۔ اگر دین کا علم سیکھنا ہے تو جو مناسب طریقہ مقرر ہے اسی حساب سے چلیں اللہ کو منظور ہوا تو دین کے عالم بن جائیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پہلی کلاس ابھی شروع نہیں ہوئی اور بخاری شریف کے درس میں بیٹھ گئے۔ جس طرح ایک پہلی کلاس کا بچہ ایم۔اے کی کلاس میں نہیں بیٹھا اور نہ ہی ان باتوں کو سمجھ سکتا ہے اسی طرح عام آدمی بخاری شریف کو نہیں سمجھ سکتا اگر انسان مشائخ کی صحبت اختیار کرے اور ان کے مشورے سے کام کرے تو آسانی بھی رہے گی اور کامیابی بھی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت:

حضرت صاحب اس آدمی کو نصیحت کرنے کے بعد پھر اپنے اصل موضوع کی طرح متوجہ ہوئے اور رحمت الٰہی کا واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ کے محل کے قریب ایک بڑھیا جھونپڑی بنا کر رہتی تھی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس محل میں توسیع کرنے کیلئے اس جھونپڑی کو گرا کر اس کی جگہ بھی ساتھ ملا دی جائے۔ اس بڑھیا کو بادشاہ کے حکم کے متعلق پتہ چلا تو اس نے انکار کر دیا کہ میں اسی جھونپڑی میں رہوں گی اس کو گرانے نہیں دوں گی۔ بادشاہ نے اس کے نعم البدل کے طور پر ایک اور جگہ پیش کی مگر وہ بڑھیا نہ مانی۔ ایک دن وہ بڑھیا کسی کام سے کہیں چلی گئی تو پولیس والوں نے اس کی غیر موجودگی میں جھونپڑی گرا دی اور محل کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ جب بڑھیا واپس آئی اور جھونپڑی کو گرا ہوا دیکھا تو

اسے بڑا رنج ہوا۔ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بڑے درد سے عرض کیا۔ ''اے اللہ اگر میں یہاں نہیں تھی تو آپ تو یہیں تھے، بادشاہ نے میری جھونپڑی کیسے گرا دی''۔ بس یہ آہ جو دل سے نکلی تو عرش تک گئی اور کام کر گئی اسی لیے محل کی چھت گر پڑی۔ سچ ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے)

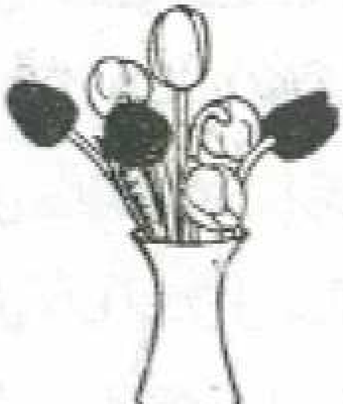

مجلس 29

مثبت انقلاب

مدنی آئل ملز فیصل آباد

اسلام کی برکات:

ارشاد فرمایا، انسانی اعضا، ایک دوسرے کے مخالف واقع ہوئے ہیں۔ اس طریقہ قدرت پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آنکھ دیکھ سکتی ہے مگر جسم کے باقی اعضاء دیکھ نہیں سکتے، کان سن سکتا ہے مگر باقی اعضا نہیں سن سکتے۔ ان مخالف چیزوں کو جس نے ملایا ہوا ہے اس کا نام روح ہے۔ اس مثال کو ذہن نشین کرتے ہوئے غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر گھر کے افراد بھی ضدین کا مجموعہ ہیں۔ جو ایک کی حیثیت ہے وہ دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ ان سب کو ملانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دین کو اتارا ہے۔ چنانچہ دین کی موجودگی میں افراد خانہ اسی طرح ایک بن کر کام کرتے ہیں جس طرح روح کی موجودگی میں جسم کے اعضاء ایک بن کر کام کرتے ہیں۔

تکمیل ایمان کی بشارت:

ارشاد فرمایا، حدیث شریف ہے اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ''دین سراسر خیر خواہی

کا نام ہے" اگر مسلمانوں میں اسلام اور کلمہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت نہ ہو تو دین کے پرخچے اڑ جاتے ہیں، جہاں الفتیں نہ ہوں وہاں دین بھی نہیں ہے۔ کامل دین اصل میں اللہ تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے کا نام ہے۔ حدیث شریف ہے

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ

"جس نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ ہی کی خاطر بغض رکھا اور اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کیا اور اللہ ہی کی خاطر روک لیا پس بے شک اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"

بے سکونی کی بڑی وجہ:

ارشاد فرمایا، یورپی ممالک میں اتنی بے راہ روی اور آزادی ہے کہ جو چاہیں کھاتے ہیں، جو چاہیں پیتے ہیں، حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں رہی۔ جہاں چاہیں رہتے ہیں، جس کے ساتھ چاہیں رہتے ہیں، پھر بھی یہی کہتے پھرتے ہیں، زندگی بہت مشکل ہے **Life is Very Difficult**۔

اس عاجز نے بہت غور و فکر کیا کہ ہر عیش و عشرت اور آرام کے باوجود یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں، یہ اتنے بے سکون کیوں ہیں؟ آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ زندگیوں میں دین اسلام نہ ہونے کی وجہ سے بے سکونی ہے۔ یہ سکون بہت بڑی نعمت ہے جو دیندار لوگوں کو ہی میسر آتا ہے۔ اللہ والوں کے دلوں میں سکون کی خاص کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سب کچھ میرے رب کے حکم سے ہو رہا ہے اور جو کچھ بھی ہو رہا ہے ٹھیک ہو رہا ہے اس لئے پرسکون رہتے ہیں۔

مثبت سوچ کے فائدے:

ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں زندگی گزار دی اور اسلام کی حالت میں ہی اس کے بال سفید ہو گئے اور کسی نے اس کی عزت کی تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے پروردگار کی عزت کی۔ اس لئے کہ مسلمان کی زندگی میں سکون اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے آتا ہے۔ سچا مسلمان ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرتا ہے تو اس کے اندر کی سوچ اور فکر مثبت ہو جاتی ہے۔ مومن ہمیشہ ہر کام کے مثبت پہلو کو مدنظر رکھتا ہے آج اگر انسان اپنے اندر کی سوچ بدل لے تو ظاہری طور پر وہ خود بخود ہی بدلتا چلا جائے گا۔ اپنی سوچ کو مثبت بنانے کی ضرورت ہے جو بھی کام کریں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ کسی دنیادار بندے کا، کسی رشتہ دار عزیز کا یا کسی دوست کا کبھی بھی دل میں خوف نہیں ہونا چاہئے۔ یہ خیال بھی دل میں نہ آئے کہ مجھے کوئی کیا کہے گا؟ یہ بھی سوچ لے کہ اگر کسی نے کچھ کہا تو میں اسے اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کروں گا پس اس مثبت سوچ سے اندرونی بیرونی تبدیلیاں ظاہر ہونے لگیں گی۔

مثبت سوچ کا انقلاب:

مثبت سوچ اور طرز فکر کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ ارشاد فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ مثبت سوچ کس طرح بنائی ہے بظاہر اگر منفی سوچ بھی ذہن میں آرہی ہو تو اس کو کس طرح سے مثبت رخ میں موڑ دیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک کشتی میں کہیں جا رہے تھے دوسری کشتی بھی ساتھ چل رہی تھی جس میں لوگ بے حیائی اور برائی کے کام

کرتے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے عرض کیا کہ اس کشتی کے ڈوبنے کی دعا کیجئے تا کہ لوگ ان کے گناہوں سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عجیب دعا فرمائی ''یا اللہ! یہ جس طرح اب خوش ہیں انہیں اگلی دنیا میں بھی اسی طرح خوش رکھنا'' اس دعا سے ان لوگوں کو توبہ کی توفیق مل گئی کیونکہ اگلی دنیا میں ان کے خوش رہنے کا سبب وہ تھا کہ وہ اس دنیا میں نیک بن کر زندگی گزاریں۔

توبہ کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کشتی میں سوار کہیں جا رہے تھے آپ نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا۔ نوجوانوں نے گنجے سر پہ چوٹیں لگانی شروع کر دیں۔ ان کے سر کو تماشا بنا لیا۔ دیکھا دیکھی بڑوں نے بھی سر منڈانے پر ہنسی مذاق شروع کر دیا اور عجیب طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی آپکو الہام ہوا کہ اے میرے پیارے! اگر آپ دعا کریں تو ہم اس کشتی کو الٹ کر رکھ دیں'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اگر آپ نے الٹنا ہی ہے تو ان کے دلوں کی کشتی کو الٹ دیں'' یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ یہ سب کے سب لوگ توبہ تائب ہو گئے اور بعد میں مقام ولایت کو پہنچے اور پھر ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مثبت سوچ اور چمپئین

ارشاد فرمایا، دنیا میں جتنے لوگوں نے بڑے بڑے کام سرانجام دیے ہیں وہ

سب کے سب مثبت سوچ کے حامل انسان تھے۔ مثبت سوچ انسان کی صلاحیتوں کو بڑھا دیتی ہیں اور اسے کامل بنا دیتی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں یہ بات لکھی ہے کہ دنیا میں جتنے چمپیئن بنے یہ سب کے سب مثبت سوچ رکھنے والے لوگ تھے۔ یہ مثبت سوچ بڑی نعمت ہے ہمیں ضرور بالضرور مثبت سوچ کو فروغ دینا چاہئے تاکہ ہماری زندگی میں مثبت نتائج ملتے رہیں۔

مثبت سوچ اور مثبت انقلاب:

ارشاد فرمایا، سوچ چاہے مثبت ہو یا منفی ہو وہ ماں کے پیٹ سے ہی اثر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ حاملہ ماں کو ہمیشہ مثبت سوچ رکھنی چاہئے تاکہ بچے پر مثبت اثرات مرتب ہوں اور حاملہ عورت کے ساتھ ہمیشہ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے ورنہ منفی اثرات پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یاد رکھیں! منفی سوچ والا انسان کسی دوسرے کو بھی پریشان کرے گا اور اس سے کہیں زیادہ اپنے آپ کو پریشان کرتا پھرے گا۔ مثبت سوچ والا انسان کہیں بھی ہو اور کسی بھی پوزیشن میں ہو دوسروں سے بازی جیت سکتا ہے۔

ارادہ اور کردار:

ارشاد فرمایا، دنیا تلوار کا مقابلہ تو کر سکتی ہے مگر کردار کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا کردار بظاہر معمولی چیز نظر آتی ہے مگر اس کے ذریعے سے بڑی سے بڑی قیمتی چیز کو خریدا جا سکتا ہے۔ انسان کی قوت ارادی بڑی اہم چیز ہے کہ یہ کردار بنانے میں بڑا موثر کردار ادا کرتی ہے۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

مومن کی قوت ارادی اور مضبوط کردار سازی ہی اسے میدان میں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔

Determionation Power is blessing of Creator

طاقت اور عزم و ارادہ ایک نعمت خداوندی ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان پر عزم اور پختہ ارادے کا مالک ہو۔ پختہ ارادے والے لوگ بڑے بڑے انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

مضبوط قوت ارادی کے مالک نوجوان عظیم انسان بنا کرتے ہیں ایسے نوجوان تو صالحین کی آنکھوں کا تارا ہوتے ہیں۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاتمہ بالخیر:

مندرجہ بالا ملفوظات کے بعد دوپہر کا کھانا مہمانوں کو کھلایا گیا اس دوران ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد کچھ لوگ بیعت ہونے کے لئے آئے۔ اسی دوران عصر کی اذان ہونے لگی تو آپ نے خاموشی اختیار کر لی اور اذان کا جواب دینے لگے۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میرا تجربہ ہے کہ جو شخص گفتگو کے دوران اذان کی آواز سنتے ہی خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور اذان کا جواب ادب اور عظمت کے ساتھ دیتا ہے اس ادب کی وجہ سے کلمہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

مجلس 30

مراقبے کا ذوق وشوق

فیصل آباد

اللہ تعالیٰ کا رنگ:

ارشاد فرمایا، دل بنیادی طور پر پاک ہوتے ہیں مگر گناہوں کی کثرت دلوں کو آلودہ کر دیتی ہے۔ اس کے باوجود اگر کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو دل دوبارہ پاک ہو جاتے ہیں۔ ذکر کی کثرت بندے کو ذکر کے انوارات میں رنگ دیتی ہے اور سب رنگوں میں بہترین رنگ اللہ کا رنگ ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اللہ کا رنگ اور کون بہتر ہے اللہ سے رنگ دینے میں۔ کتاب وسنت رنگ ہیں علمائے کرام رنگ فروش ہیں اور مشائخ کرام رنگریز ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگ لیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

مراقبے کا ذوق وشوق:

ارشاد فرمایا، ماحول کی نحوست کی وجہ سے ذکر وفکر اور مراقبے کا ذوق وشوق

ختم ہو جاتا ہے، اب آپ میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوگا جو گھنٹوں ذکر کرتا ہو یا مراقبے میں بیٹھتا ہو۔ اپنے ابتدائی دور کے بارے میں فرمایا، جب ہم سلوک کے ابتدائی زمانہ میں تھے تو دو تین گھنٹے مراقبہ کرنا تو اتنا آسان لگتا تھا جیسے چائے کا کپ پینا آسان لگتا ہے۔ ہم لوگ تو جسم کو مراقبہ کر کے خوب تھکایا کرتے تھے۔ چھٹی کے دن اشراق کے بعد مراقبہ شروع کرتے تھے اور ظہر کے بعد تک مراقبہ میں ہی بیٹھے رہتے تھے۔ دو نفل صلوٰۃ الحاجت کے پڑھ کر بیٹھتے تھے کہ یا اللہ! کوئی ایسا آدمی نہ آ جائے جو ہمارے مراقبہ کو خراب کر دے۔ اس کے باوجود جو مراقبے یونیورسٹی کے امتحان کی وجہ سے قضا ہو جاتے تھے وہ ہم بعد میں پورے کرتے تھے۔

خاموش انقلاب:

ارشاد فرمایا، ہمارے نقشبندیہ حضرات خاموش ہوتے ہیں اس لئے ان کا انقلاب بھی خاموش ہوتا ہے۔ سوچیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی کے ساتھ کتنا بڑا انقلاب برپا کر دیا تھا۔ ہمارے سلسلہ میں خاموشی اور توجہ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس خاموشی اور توجہ سے ایسے ایسے کام ہوتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے توجہ اور نگاہ کی بھی عجیب برکات اور کرامات ہوتی ہیں

؎ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے